دوسرا انعام

حافظ نعیم احمد

اسلم گھر سے نکلنے سے پہلے رکا، اس نے پیچھے مڑ کر ایک نظر اپنی بیمار ماں پر ڈالی، پھر اپنے قدم بڑھا دیے۔ وہ اس وقت اسکول جا رہا تھا۔

کلاس روم میں داخل ہوتے ہی اس نے سر اعجاز صاحب کو دیکھا جو بچوں سے کہہ رہے تھے:
”پیارے بچو! ہمارے اسکول کا تقریری مقابلہ پرسوں ہو رہا ہے۔ اس کا موضوع ”ماں“ ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی ہماری کلاس سے اسلم تقریری مقابلے میں حصہ لے گا اور مجھے یقین ہے کہ پچھلے دو سالوں کی طرح اِس سال بھی وہ اپنا ریکارڈ قائم رکھتے ہوئے اول انعام ضرور حاصل کرے گا۔“ اسلم سر کی بات سن کر مسکرایا اور اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ تمام بچے اسے خوش ہو کر دیکھنے لگے۔

اسکول میں ہر سال کسی نہ کسی موضوع پر تقریری مقابلہ ہوا کرتا تھا اور ہر کلاس میں سے صرف ایک بچہ حصہ لیتا تھا۔ اس سال نہم کلاس میں اسلم ہی اس قابل تھا کہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکے۔ اس میں ایک مقرر کی تمام خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں اور یہی وجہ تھی کہ وہ مسلسل دو سال سے اول انعام حاصل کر رہا تھا۔

اس نے تقریر کی تیاری شروع کر دی۔ تمام کلاس اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ دہم کلاس کا

رضوان، اسلم کی کامیابیوں سے حسد کرتا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اس مرتبہ اول انعام وہ حاصل کرے۔ رضوان بھی بہت اچھی تقریر کرتا تھا، مگر تقریر کرتے ہوئے کسی جگہ اس کی گرفت کمزور ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے اس کے نمبر کٹ جاتے تھے اور وہ اول انعام نہ لے پاتا۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنی خامی دور کرتا، اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے اسلم تقریر میں حصہ نہ لے سکے۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا مگر اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہ آئی۔

ادھر رات کے وقت اسلم تقریر کی تیاری کر رہا تھا کہ اس کی ماں کی طبیعت اچانک بگڑ گئی۔ اس نے سب کچھ چھوڑا اور ماں کو رکشے میں بٹھا کر ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ واپسی پر اس نے ماں کو دوا کھلا دی تھی مگر دوا کا کچھ اثر نہ ہوا۔ صبح تک ماں کی حالت ٹھیک نہ ہو سکی۔

’’ماں! آج آپ کی طبیعت خراب ہے، میں اسکول سے چھٹی کر لیتا ہوں۔ کل میرا اسکول میں تقریری مقابلہ ہے۔ دعا کریں اس مرتبہ بھی میری پہلی پوزیشن آئے۔‘‘ اسلم نے ماں کا سر دباتے ہوئے کہا۔ ماں مسکرا کر اسے دعائیں دینے لگی۔ اسلم نے رضوان کو فون کر کے ساری صورتِ حال بتا دی، اور یہ بھی کہا کہ جب وہ اپنا نام تقریر کے لیے لکھوانے جائے تو سر اعجاز صاحب سے کہہ دے کہ اسلم آج اسکول نہیں آ سکے گا مگر اس کی تقریر کی تیاری مکمل ہے، اس لیے اس کا نام بھی مقابلے میں شامل کر لیا جائے۔ رضوان تو پہلے ہی موقع کی تاک میں تھا۔ اس نے بات بنا کر سر اعجاز صاحب سے کہہ دیا کہ اسلم ماں کی بیماری کی وجہ سے مقابلے میں حصہ نہیں لے سکے گا۔ اس نے اپنا نام تو مقابلے میں لکھوا لیا مگر اسلم کا نام رہ گیا۔ سر اعجاز صاحب کو یہ سن

کر صدمہ ہوا۔ وہ اپنی کلاس میں سے اسلم کے علاوہ کسی اور کو مقابلے میں شامل نہیں کرنا چاہتے تھے، لہٰذا انہوں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کے آفس جا کر ان سے معذرت کر لی کہ اس سال میری کلاس مقابلے میں حصہ نہیں لے گی۔ یوں نہم کلاس کے علاوہ سب کلاسوں کی لسٹ ہیڈ ماسٹر صاحب کو تھما دی گئی۔

''اب مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا!'' رضوان دل میں بڑبڑایا۔ وہ چھپ کر سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تک جب ایک مرتبہ لسٹ چلی جاتی تھی تو اس کے بعد اُس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی۔ رضوان کو اب کوئی ڈر نہیں تھا، کیوں کہ اب اگر اسلم آ بھی جاتا تو اس کا نام شامل نہیں ہو سکتا تھا۔

رات کو اسلم کی ماں کی طبیعت پھر خراب ہو گئی۔ وہ حسب معمول تقریر کی تیاری میں مصروف تھا، کیوں کہ اسے کچھ علم نہیں تھا کہ رضوان نے اسکول میں جھوٹ بول کر اس کا نام نہیں لکھوایا۔ ماں کی طبیعت دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ اسے اپنی ماں کو ہسپتال داخل کروانا پڑا۔ وہاں اس کا علاج شروع ہو گیا۔ اسے کل کی تقریر کے بارے میں رہ رہ کر خیال آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ ماں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔ اس نے تقریر نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور مطمئن ہو کر ماں کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔ تقریر والے دن صبح سویرے ہی اسے ماں کی دوائیں لینے میڈیکل اسٹور جانا پڑا، کیوں کہ ڈاکٹر نے ایک لسٹ اس کی ماں کی دواؤں کے لیے اسے تھما دی تھی۔ دوائیں لے کر وہ ہسپتال جا رہا تھا کہ اس نے اپنے کلاس فیلوز کو دیکھا جو خوب صورت کپڑے پہنے اسکول کی طرف جا رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور

جلدی جلدی چلنے لگا، کیوں کہ ماں کو وقت پر دوا دینی تھی۔

اسکول میں مقابلے کی تیاریاں خوب زور و شور کی تھیں۔ اسٹیج کو خوب صورتی سے سجایا گیا۔ مہمان بھی آ چکے تھے، لہٰذا وقت پر ہی پروگرام کا آغاز ہو گیا۔ تلاوت قرآن پاک اور نعت کے بعد سب کلاسوں کے طالب علم باری باری آ کر تقریر کرنے لگے۔ جج صاحب کے ہاتھ میں لسٹ تھی مگر وہ پریشان تھے، انہوں نے سر اعجاز صاحب سے کچھ پوچھا مگر پھر مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے ایک لڑکے کو بلایا اور کسی کام کے لیے بھیج دیا۔ جب تک تمام لڑکوں نے تقریریں ختم کیں، اُس وقت تک ان کا کام بھی ہو گیا تھا۔ لہٰذا مقابلے کے ختم ہوتے ہی جج صاحب کو نتیجے کا اعلان کرنے کی دعوت دی گئی۔ جج صاحب نے پہلے تمام مہمانوں، میزبانوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا، پھر جب اول انعام کے لیے نہم کلاس کے اسلم کا نام لیا تو سب کے منہ حیرت کے مارے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ سب حیران تھے کہ اسلم نے تو مقابلے میں حصہ ہی نہیں لیا، پھر اسے اول انعام کا حق دار کیوں ٹھیرایا گیا! جج صاحب نے سب کی پریشانی دور کی۔ پردے کے پیچھے سے اسلم اور اس کی والدہ کو لا کر کرسی پر بٹھا دیا گیا۔

رضوان نے اسلم کو دیکھا تو اس کے چہرے پر پسینے چھوٹنے لگے۔ وہ حیرت کا بت بن کر منہ پھاڑے اسٹیج کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں جج صاحب کی آواز سنائی دینے لگی:

”پیارے بچو! آپ سب حیران ہوں گے کہ میں نے اول انعام کے لیے اسلم کا انتخاب کیوں کیا؟ جب مجھے مقابلے میں شرکت کرنے والے بچوں کے ناموں کی لسٹ تھمائی گئی تو کلاس نہم میں سے کسی کا نام نہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ مجھے پتا تھا کہ اسلم مسلسل دو سال اول

انعام حاصل کر چکا ہے، مگر پھر نہم کلاس میں سے کسی کا حصہ نہ لینا میرے لیے پریشانی کی بات تھی۔ مجھے شک ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ کیوں کہ صبح کے وقت میں نے اسلم کو میڈیکل اسٹور سے دوائیں لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے جب سر اعجاز صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اسلم کی ماں بیمار ہے، اور انہوں نے اسلم کے علاوہ کسی اور کا نام مقابلے میں لکھوانا پسند نہیں کیا۔ سر اعجاز صاحب کی بات سن کر میرا شک یقین میں بدل گیا۔ میں سمجھ گیا کہ اسلم کے ساتھ کوئی سازش ہوئی ہے۔ میں نے ایک لڑکے کو اسلم کے گھر بھیج کر پتا کرایا تو معلوم ہوا کہ اسلم کی والدہ ہسپتال میں ہے، اس وجہ سے اسلم مقابلے میں حصہ نہ لے سکا، ورنہ اس نے نام لکھوایا تھا۔ یہ بات سن کر سر اعجاز صاحب کو پتا چل گیا کہ وہ لڑکا کون ہے جس نے اسلم کے حصہ نہ لینے کی خبر انہیں دی تھی، لیکن ہم اس لڑکے کا نام نہیں بتائیں گے تاکہ اسے بھری محفل میں رسوا نہ ہونا پڑے۔ اسلم نے پہلے دو تقریری مقابلوں میں اپنے الفاظ کا جادو جگا کر اول انعام حاصل کیا تھا، مگر اِس دفعہ اس نے اپنی ماں کی دن رات خدمت کر کے عملی طور پر خود کو اول انعام کا حق دار بنا لیا ہے۔ اسلم کا جذبہ دیکھ کر میں نے انتظامیہ سے درخواست کی کہ اول انعام دو ہوں گے۔ پہلا اول انعام میری طرف سے ہے جو اسلم کو دیا جا رہا ہے۔'' اسلم نے اسٹیج پر آ کر اپنا انعام وصول کیا اور شکریہ کہتے ہوئے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''اب میں دوسرے اول انعام کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ ہے کلاس دہم کا طالب علم رضوان۔ میری درخواست ہے کہ وہ اسٹیج پر آئے اور اپنا انعام حاصل کرے۔''

رضوان نے یہ سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ وہ بوجھل قدموں سے اسٹیج کی طرف

بڑھنے لگا، کیوں کہ مارے شرم کے وہ اپنی ہی نظروں میں گر چکا تھا۔

(بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, October 21, 2012)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]